# سچ

قیمت سالانہ سےؔ ر
بیرون ہند سے ۷ شلنگ

قیمت ششماہی ۲ ر
فی پرچہ ۱ ر

نمبر ۲۱ | (۱۶ - ذی قعدہ) ۱۳۴۴ھ - ۲۸ مئی - ۱۹۲۶ء | جلد ۲

## سچی باتیں

آپ کو یاد ہے، کہ یورپ کی پچھلی جنگ عظیم روے زمین پر اپنی کیسی کیسی ہیبتناک یادگاریں چھوڑ گئی ہے؟ جان ومال کے نقصانات کا اندازہ اگر ذہن میں محفوظ نہ رہا ہو، تو، آئیے ایک بار پھر اپنے حافظہ کو تازہ کرلیں:-

| | |
|---|---|
| ایک کروڑ ۳۰ لاکھ | سپاہیوں نے میدان جنگ میں دم توڑے۔ |
| ایک کروڑ ۳۰ لاکھ | کی تعداد میں غیر لشکری شہری آبادی کی جانیں کام آئیں۔ |
| ۲ کروڑ | زخمی، تڑپنے اور ایڑیاں رگڑنے کے لیے زندہ رہے۔ |
| ۹۰ لاکھ | بیکس ولاوارث یتیم دھکے کھانے کے لیے باقی رہے۔ |
| ۵۰ لاکھ | کی تعداد میں سہاگنیں، بیوہ ہو گئیں۔ |
| ایک کروڑ | کا شمار آوارہ وطن بے خانمانوں کا پہونچا۔ |

یہ سرسری خاکہ، جان ومال کے نقصانات کا تھا۔ روح واخلاق کی دنیا میں جو قیامت برپا ہوئی، اُسکی پیمائش کس پیمانہ سے کی جائے؟ اسکے اندازہ کے لیے کون سے اعداد فراہم کیے جائیں؟ اسکی جانچ صرف یوں ہی ہو سکتی ہے، کہ آنکھیں کھول کر، حالات کی رفتار پر نظر کی جائے۔ دنیا کے بازار میں آج مانگ کس شے کی ہے؟ چالاکی اور حرص کی، یا سچائی اور صبر کی؟ قدر کن چیزوں کی ہو رہی ہے؟ مکر وفریب کی، یا امانت ودیانت کی؟ عزت کن طریقوں سے حاصل کی جارہی ہے؟ خود بینی وخود نمائی سے، یا انکسار وفروتنی سے؟ حسد ونفسانیت، نفاق وبغض کی وبا گھٹ رہی ہے یا اور بڑھتی جاتی ہے؟ بے حیائی، بے حجابی، خود غرضی، خود پسندی، شراب نوشی، سود خواری، اور اسی قبیل کی دوسری خصلتوں کی قدروقیمت کا ستارہ عروج پر ہے یا زوال پر؟ دلوں پر "کل" کی ہیبت غالب آتی جاتی ہے، یا "آج" کی محبت؟ تحریروں اور تقریروں، لکچروں اور ایڈرسوں، اخباروں اور کتابوں میں، اللہ اور اُسکی قدرتوں کی یاد بڑھتی رہتی ہے، یا انسان کی عقلوں اور تدبیروں، ذرائع اور وسائل، صنعتوں اور کاریگریوں کی؟

---

دنیا جس چال پر چل رہی ہے، چلنے دیجیے۔ اسکی ذمہ داری یقیناً آپ پر نہیں۔ لیکن خود آپ کس راہ پر چل رہے ہیں؟ اسکی ذمہ داری یقیناً آپ پر ہے۔ آپ اپنے طرز عمل سے کس تمدن کی تائید کر رہے ہیں؟ آپ اپنی روزانہ زندگی سے کس نظام تہذیب کو قوت پہونچا رہے ہیں؟ آپ کا دل دوسروں کی خدمت کرکے زیادہ خوش ہوتا ہے یا دوسروں سے خدمت لیکر؟ آپ کا وقت مسجدوں میں زیادہ صرف ہوتا ہے یا پارکوں میں؟ آپ کی دلچسپی خانقاہوں میں زیادہ ہوتی ہے، یا بازاروں میں؟ آپ کی راتوں کے پچھلے پہر، تہجد اور اپنے رب کی یاد میں بسر ہوتے ہیں یا تھیٹروں سے گھر واپس آنے میں؟ آپ کو لطف اس میں آتا ہے کہ آپ کے منہ پر آپ کی تعریف اور دوسروں کے پیچھے اُنکی ہجو وبدگوئی ہو رہی ہو، یا اس کے برعکس اس میں، کہ آپ کی کوتاہیوں اور لغزشوں پر آپکے سامنے آپ کو ملامت کی جارہی ہو، اور دوسروں کی خوبیوں

اور فضیلتوں کی راہ اُلٹے پیچھے دی جا رہی ہو؟ اپنی جگہ پر سوچیے، اور فیصلہ کیجیے، کہ آپ کی زندگی کا رُخ ان دو سمتوں میں سے کس جانب ہے؟ کہیں خدا نخواستہ، آپ بے سوچے سمجھے، آپ اُس "بیرون" اُس تہذیب و اُس نظام زندگی کو تو مدد نہیں پہنچا رہے ہیں، جس کا قطعی اور یقینی انجام، دوسری دنیا میں نہیں اسی دنیا میں، تباہی، بربادی، رسوائی ہے؟ "م"

## چند گھنٹے نگرام میں

اودھ میں شریفوں کی ایک پرانی اور مشہور بستی قصبۂ نگرام ہے۔ مرحوم عبدالرحمن اسی خاک سے اُٹھے تھے، اور اسی خاک میں آخری آرام بھی کر رہے ہیں۔ ۱۷ مئی کو انکے عزیزوں کی خدمت میں رسم تعزیت ادا کرنے، اور قبر پر فاتحہ پڑھنے کی غرض سے پہلی بار اس قصبہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مولانا عبدالباری ندوی (پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن) اور مولانا مسعود علی (منیجر دارالمصنفین، اعظم گڑھ) رفیق سفر تھے۔ اودھ کے اکثر مشہور شہر اور قصبے میری نظر سے گزرے ہیں، لیکن اسلامیت کی جو جھلک، چند گھنٹوں میں، نگرام میں نظر آئی، وہ اب تک اور کہیں نہیں پائی تھی۔

ہم لوگوں کی ساری خدمت مدرسۂ اسلامیہ کے طلبہ نے اپنے ہاتھ سے کی، جن میں زیادہ تر مرحوم عبدالرحمن کے عزیز تھے۔ بڑے سے بڑا، اور چھوٹے سے چھوٹا، ہر قسم کا کام یہ نو عمر شریف زادے، اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، اور اس خوشی کے ساتھ دوڑ دوڑ کے کرتے تھے، کہ انکے ذوق خدمت پر رشک آنے لگتا تھا۔ مہمان کی عزت و تکریم، اور مہمان کی خدمت گزاری، کتابوں میں پڑھتے ہیں، کہ کسی زمانہ میں اسلامی تہذیب کا جزو، اور مسلمانوں کا شعار تھی۔ آج اسکی جگہ مسرفانہ عادتوں، اور فیشن پرستیوں نے لے لی ہے۔ نگرام کے بچے اس کلیہ میں ایک استثنا نظر آئے، اللہ انھیں آیندہ بھی اپنی حفظ میں رکھے۔ نماز کی پابندی اس طرز معاشرت کا لازمی جزو ہے۔ اسکی بابت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ شب کو ان میں سے متعدد طلبہ نے سلیس و شستہ عربی میں موثر تقریریں کیں، اور دن میں انکی گفتگوؤں سے معلوم ہوتا رہا، کہ اخبارات وغیرہ کے وسیع مطالعہ سے حالات حاضرہ پر انکی اچھی خاصی نظر ہے۔

جس فضا میں "چھوٹوں" کی یہ حالت ہو، اُس میں "بڑوں" کی جو حالت ہوگی، اُسکا خود اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مرحوم کے چچا، مولوی حفیظ الرحمن صاحب ایک نہایت خاموش و مخلص کارکن تبلیغ اسلام کے نام سے، مدت سے، ایک انجمن، محمد بن عبداللہ (روحی فداہ) کے لائے ہوئے پیام کی اشاعت کرتے رہنے کی غرض سے قائم کیے ہوئے ہیں، اور بغیر مناظرہ و مجادلہ میں پڑے ہوئے، آسان زبان میں ہندی اور اردو رسالوں کے ذریعہ سے اسلام کی صحیح تعلیم بیگانوں تک پہنچا رہے ہیں۔ انکے تحریری کام سے زیادہ موثر انکا ذاتی حسن عمل ہے۔ خدا ہر جگہ کے مسلمانوں میں خود بندگی، نگرام ہی کے سے پیدا کرے۔

مرحوم کی بیوہ، بچی، والدہ، اور چچا، (خصوصاً والدہ ماجدہ) پر جو کچھ گزر رہی ہے، اُسے لفظ و عبارت کی مدد سے نہیں بیان کیا جا سکتا۔ جن کے پہلو میں دل ہے، وہ خود کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں۔ اب اس فقرہ ست،

متوکل پیشہ خاندان کا بسر و سر وقف، اور صرف اسٹیٹ پر ہے۔ مرحوم کی قبر کے سادہ، اور بے تکلف ڈھیر، مجھ جیسے ظاہر بیں کو جو کچھ نظر آیا وہ اب تک کسی بلند و پر تکلف مزار پر نہیں نظر آیا تھا۔

"عبدالماجد"

## کشتۂ غمزۂ خود را بہ نماز آمدہ

برطانیہ کے مشہور و معروف سابق وزیر اعظم، لائڈ جارج بہادر ان افراد میں ہیں، جنکی یاد شاید دنیائے اسلام اور اہل ہند کے دلوں سے مٹنا آسان نہیں۔ آپ جب سے وزارت عظمیٰ سے معزول ہوئے ہیں، عملی سیاسیات سے کچھ الگ سے ہوگئے ہیں۔ تاہم کبھی کبھی اپنے محبوب اخبار سنڈے نیوز کے ذریعہ سے، دنیا کو اپنے خیالات زریں سے سرافراز فرماتے رہتے ہیں۔ حال میں آپ کا ایک مقالۂ گرامی اسی اخبار میں شائع ہوا ہے، جسکا لب لباب یہ ہے کہ

"دنیا امن کی بھوکی ہے، لیکن جب تک فرانس، اٹلی، وغیرہ کی موجودہ سیاسی ذہنیت باقی ہے، دنیا کے نصیب میں امن نہیں آسکتا۔ اگر آیندہ دنیا سے جنگ و جدال کو دور کرنا اور صلح اور چین کا دور لانا ہے، تو لازم ہے کہ موجودہ اہل سیاست کو فنا کرکے ایک نئی نسل تیار کی جائے۔"

یہ الفاظ کس کے قلم سے نکلے ہیں؟ یہ کون اپنے تئیں امن و صلح کا بھوکا بیان کر رہا ہے؟ یہ سیاسی چالوں سے کون بیزاری ظاہر کر رہا ہے؟ کیا دنیا یہ یقین کرلے، کہ لائڈ جارج بہادر بھی بالشویکوں، یا جیوں اور شورش پسندوں کی بولی بولنے لگے ہیں؟ یہ تو خدا ہی کو علم ہے، کہ اٹلی، فرانس، وغیرہ کے موجودہ وزارت خانوں میں یہ مضمون کس دل سے پڑھا گیا، لیکن "جواب" جو کچھ ہو سکتا ہے، اُسے تو مرزا غالب ہی کی زبان سے سننا شاید زیادہ دلچسپ ہو:

لو، وہ بھی کہتے ہیں، کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر، تو لٹاتا نہ گھر کو میں! "م"

## جان کی خیر!

تہذیب فرنگ کے بام پر چڑھانے کے بعد ایمان کی خیر بھی کم ہو جاتی ہے، ہر شخص جانتا ہے۔ لیکن ستم یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ جان کی خیر بھی نہیں رہنے پاتی۔ امریکہ، انگلستان وغیرہ میں آئے دن جو نئی نئی بیماریاں اور ہلاکتیں واقع ہوتی رہتی ہیں، انکے تذکرے ان صفحات میں بارہا درج ہو چکے ہیں۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے، کہ لندن کی سڑکوں پر جو حادثے پیش آتے رہتے ہیں، اور جنمیں جسم کے زخمی ہونے سے گزر کر جان جانے تک کی نوبت آجاتی ہے، انکی تعداد باوجود سارے سرکاری انتظامات کے، بجائے گھٹنے کے، بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ

۱۹۲۴ء میں سڑکوں پر ان حادثوں کی کل تعداد ۵۸۸،۹۴ تھی، مگر ۱۹۲۵ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۱۰،۰۰۰ تک پہنچ گئی!
۱۹۲۴ء میں جن حادثات سے ہلاکت واقع ہوئی ان کی تعداد ۸۹۶ تھی، مگر ۱۹۲۵ء میں انکی تعداد بڑھ کر ۹۳۰ تک پہنچ گئی!
(ویسٹ منسٹر گزٹ، ۱۰ اپریل ۱۹۲۶)

انگلستان و ویلز میں جو ہلاکت خیز حادثے سڑکوں پر پیش آئے، ان میں سے
۳۲۰۶ حادثے موٹر کاروں، ٹرام کاروں، اور دوسری مشینی سواریوں سے پیش آئے،
۲۰۱ گھوڑا گاڑیوں کے ذریعہ سے پیش آئے، اور
۲۰۰ سائیکل کی قسم کی سواریوں کے باعث واقع ہوئے۔ (ایضاً)

و شاید ترقی کے معنی یہی ہیں، کہ دکھوں اور بیماریوں، مصیبتوں اور آفتوں، آزاروں اور ہلاکتوں میں بھی "ترقی" ہوتی رہے! "م"

# آزادی کی قدر و قیمت

## مذہبی نقطۂ نظر سے

(از مولانا عبدالرحمن نگرامی مرحوم)

مہاتما گاندھی ینگ انڈیا کی ایک اشاعت میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "تحریک سوراج بجائے خود مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کے لیے کوئی دلچسپ چیز نہیں، تاوقتیکہ اس میں مسئلۂ خلافت کا حل نہ شامل ہو۔ اگرچہ یہ بات قابل افسوس ہے لیکن ہے"۔ یہ الفاظ بعینہ مہاتما گاندھی کے نہیں ہیں لیکن انکا مفہوم یہی ہے یہ جملہ ایسے موقع پر لکھا گیا ہے جبکہ مہاتما ہندو بھائیوں کو مسئلۂ خلافت میں دلچسپی قائم رکھنے، اور ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط بنانے کا مخلصانہ مشورہ دے رہے ہیں۔ موجودہ صورت حال کے لحاظ سے یہ افسوس برمحل اور بجا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مسئلۂ خلافت کا بہترین حل ہند کی آزادی ہی پر موقوف ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو اس تحریک سے دلچسپی ہے۔ لیکن کیا اگر خلافت کا سوال اس طرح نہ اٹھتا اور ہماری واحد اسلامی سلطنت اس طرح مصائب کا شکار نہ بن جاتی تو ہمیں ہندوستان کی آزادی کے لیے بیقرار نہ ہو جانا چاہیے تھا؟ اور کیا اگر بقول سر ڈی، اے۔ ریس ممبر پارلیمنٹ ہندوستان کے باہر اسلامی ممالک کا تصفیہ اور خلافت عظمیٰ کا اقتدار اسلامی آئین کے حسب منشا کر دیا جائے تو مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ ہو جانا چاہیے؟ سیاسی نقطۂ نظر سے اس کا کچھ بھی جواب دیا جائے، لیکن ہم اس مختصر مضمون میں اس سوال کا مذہبی حیثیت سے جواب دینا چاہتے ہیں، کیونکہ مذہب ہی ہماری ساری سیاست کی روح ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اگر ہمارے دلوں میں زندہ ہوتی تو آج ہم اپنے گلوں میں غلامی کا طوق نہ پہنے ہوتے، اور اگر ہمارے اعمال کی بدبختی نے آج سے ڈیڑھ صدی پیشتر ہماری گردنوں پر یہ جوا رکھ دیا تھا تو ہم اپنی دینی اور مذہبی حرارت کی قوت سے مدتوں پیشتر اس جوئے کو اتار پھینکے ہوتے!

قرآن مجید میں کلمۃ اللہ کی بلندی، غلبۂ حق، قیام حکومت کے متعلق بے شمار آیتیں ہیں لیکن ہم ان تمام سے قطع نظر کرکے پوری پابندی کے ساتھ صرف ان چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں جس کا تعلق ملک اور قوم کی آزادی سے ہے۔ اس سلسلہ میں دو واقعے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ان میں ایک تو دنیا کی گذشتہ تاریخ غلامی کے انقلاب کا ایک ورق ہے جو فرعون کے ساتھ اسرائیلیوں کو پیش آیا۔ اور دوسرا اہم ترین معاملہ خود عہد نبوت میں فتح مکہ کا واقعہ ہے جو دوسرے لفظوں میں وطن کی آزادی کا مترادف ہے جسے قرآن کریم میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ!

### آزادی وطن کی اہمیت

رسالت مآب صلعم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ صحاح میں ہے کہ حضور نے روانگی کے وقت مسجد حرام کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ "اے سرزمین مکہ! تو مجھے محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تیرے فرزند مجھے جدا نہ کرتے"۔ یہ جملہ نبی کریم کی حب الوطنی کی واضح مثال ہے۔ سنہ ۸ھ میں مکہ کی فتح واقع ہوئی۔ اس فتح اور صلح حدیبیہ کو (یعنی مقدمۂ فتح کو) خدا نے فتح مبین سے تعبیر فرمایا۔ اور اس اہم واقعہ کے لیے سورۂ فتح، نصر، کوثر، یہ تمام سورتیں نازل ہوئیں۔ قرآن کریم میں کسی ایک واقعۂ عہد نبوت کے لیے اتنی مستقل سورتیں نہیں آئیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خود وطن کی آزادی خدا کے نزدیک کس درجہ اہم چیز ہے!

### حصول سوراج اتمام نعمت ہے

حجۃ الوداع میں جو تاریخ اسلام کا ایک مشہور واقعہ ہے، عرفہ کے روز یہ آیت نازل ہوئی "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی"۔ یعنی ہم نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ دین کی تکمیل تو ظاہر ہے لیکن اس دن خصوصیت کے ساتھ اتمام نعمت کے بجز اس کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے اور نبی کریم کے وطن مالوف کی آزادی جو ایک عظیم الشان نعمت ہے خدا اسکے تمام ہونے کا ان لفظوں میں ذکر کرتا ہے۔ سورۂ فتح میں بھی ذکر فتح کے بعد کہا گیا ہے "ویتم نعمتہ علیک" تاکہ خدا تم پر اپنی نعمت تمام کر دے۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں "او بفتح مکۃ وھدم منار الجاہلیۃ" (خدا کی نعمت فتح مکہ اور منارۂ جاہلیت کے گر جانے سے تمام ہو گئی یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں) قرآن کریم میں یہی آزادی کو دوسرے موقعوں پر بھی "اللہ کی نعمت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انبیا علیہم السلام نے اپنی ہدایتوں میں اور خود اللہ عزوجل نے اپنی نعمتوں کے شمار میں "آزادی" کو سب سے مقدم کیا ہے۔ "واذ قال موسیٰ لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انجٰکم من آل فرعون" خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دی۔ سورۂ بقرہ میں ہے "یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم" اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں دی۔ پہلی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں "استنقذہم مما کانوا فیہ من البلاء من فرعون وقومہ وابدلہم من ذلک بتمکینہم فی الارض وتخلیصہم من العبودیۃ" خدا نے انکو قوم فرعون کی مصیبتوں سے نجات دی۔ انہیں زمین کا حاکم بنایا اور غلامی سے رہائی بخشی۔

### آزادی خدا کا احسان عظیم ہے

غلامی کی زندگی کے بعد کسی قوم کی آزادی جس طرح خدا کی ایک بڑی نعمت ہے ٹھیک اسی طرح خدا کے خاص احسانات میں بھی ہے۔ یوں تو خدا کی نعمتیں بیشمار ہیں لیکن عموماً قرآن کریم میں بعض چیزوں کو شمار کرانے کے وقت خدا لفظ "من" (یعنی احسان) استعمال فرماتا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلعم کی بعثت پر "لقد من اللہ علی المؤمنین" فرمایا۔ یہ ایک بڑی روحانی نعمت تھی۔ دوسری مادی نعمتوں پر "من" کے لفظ کا اطلاق بہت کم ہوا ہے۔ لیکن غلامی کے بعد آزادی کو خدا اسی لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ "ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین"۔ ہم چاہتے ہیں کہ کمزوروں پر احسان

رکھیں اور انکو زمین کی حکومت دیں انکو پیشوا بنائیں اور انھیں کو زمین کا وارث ٹھہرائیں۔

### آزادی کی تحریک ایک پیغمبرانہ عمل ہے

محکوم قوم کی آزادی اس درجہ عزیز ہے کہ جب محکوم قوم میں کوئی نبی بھیجا گیا ہے تو اسکا پہلا کام یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم کو آزاد کرائے۔ حضرت موسیٰ فرعون کے پاس بھیجے گئے تو پہلی دعوت آپ نے یہ دی کہ "قد جئتکم ببینۃ من ربکم فارسل معنا بنی اسرائیل" (اعراف) ہم نے تمہارے پاس واضح دلائل پیش کیے اب تم بنی اسرائیل کو آزاد کرو۔ اور معلوم ہوا کہ قومی آزادی انبیا کا پہلا کام ہے۔

### آزادی خدا کا نور ہے

اب دیکھو خدا اس کام کو کیونکر عظمت دیتا ہے۔ "ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور" (ابراہیم) ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکی سے روشنی کی طرف لیجاؤ۔ غلامی تاریکی ہے۔ اور آزادی روشنی!

### آزادی کے لیے وعدہ الٰہی

انتہائی مجبوری اور مظلومی کے وقت جل وعلا نے آں حضرت صلعم کی تسکین ان الفاظ میں فرمائی "ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ" عنقریب خدا تم کو دیگا اور تم راضی ہو جاؤگے۔ وہ قریبی عطیہ جس کی خدا نے بشارت دی ہے مکہ کی فتح کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ظالموں کے پنجے سے انبیا علیہم السلام اور انکی امتوں کی آزادی کا خدا یوں ذکر کرتا ہے "ثم صدقناہم الوعد فانجیناہم" ہم نے اپنے وعدوں کو سچ کر دکھلایا۔ اور انکو نجات دی۔ سورہ ابراہیم میں ہے "ولنسکننکم الارض من بعدہم" ہم تمہیں انکے بعد زمین میں ٹھہرائیں گے!

### آزادی کے سچے خواب

آزادی کا زمانہ قریب ہوتا ہے اور غلامی کی زندگی ختم ہونے کو آتی ہے تو اکثر رات کو خدا کی جانب سے سچے خواب نظر آتے ہیں۔ نبی کریم صلعم کو فتح مکہ کے قریب اسی طرح کا خواب دکھلایا گیا تھا "لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام" خدا نے اپنے پیغمبر کے مسجد حرام میں داخل ہونے کے خواب کو سچ کر دیا۔ اس خواب کا قصہ احادیث میں مذکور ہے!

### فطرت سے قومی آزادی کی شہادت

مظلوم قوموں کے سامنے انقلاب کی تصویر یا آزادی کی یقینی امید قرآن کریم اس بلیغ اسلوب سے پیش کرتا ہے جیسے ایک آیت میں مظلوموں سے غیبی تائید اور لازمی فتح کا وعدہ کیا گیا ہے اور پھر اسکی تشریح ان لفظوں میں کیجاتی ہے "ذالک بان اللہ یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل (حج)" یعنی جس طرح دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کا آنا قانون قدرت ہے ویسے ہی بیکسی کے بعد طاقت اور محکومی کے بعد حکومت اور غلامی کے بعد آزادی یقینی ہے!

### وطن کی آزادی تمام کلفتوں کو مٹا دیتی ہے

آزادی سے پہلے طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا رہتا ہے۔ حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اسی طرح آزادی کے بعد، نظم ونسق، اصلاح، قیام امن اور اس قسم کی بیسیوں انتظامی مصیبتیں درپیش ہوتی ہیں لیکن نفس آزادی کی مسرت ان تمام اگلی پچھلی کلفتوں کو مٹا دیتی ہے "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح دی تاکہ تمہارے اگلے پچھلے وبال مٹا دیں۔ ذنب کے معنی وبال کے ہیں (دیکھو مفردات راغب لفظ ذنب) اس آیت کے یہ معنی جو ہم نے بیان کیے ہیں وہ ان تمام مشکلات سے نجات دیتے ہیں جو مفسرین کو مسئلہ عصمت انبیاء کے بارے میں پیش آتی ہیں۔

### آزادی کے لیے بیعت

بیعت الرضوان جسکی بنیاد حضرت عثمانؓ کی اسیری پر رکھی گئی اور جسکی بڑی غرض آپ کی رہائی اور بوقت ضرورت آزادی وطن کے لیے جان کی قربانی کی تھی۔ خدا نے اسکے متعلق کہا "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ" یعنی آزادی کے لیے امام کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے!

### آزادی کے لیے فنڈ جمع کرنا

آزادی کی راہ میں جو مصارف برداشت کیے جاتے ہیں وہ سب اللہ کی راہ میں شمار کیے جائیں گے۔ فتح مکہ کے مصارف کے لیے مال جمع کرنے کے واسطے ارشاد ہے "وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموات والارض" تم خدا کی راہ میں کیوں نہیں خرچ کرتے؟ اللہ کے لیے تو سارے زمین وآسمان کی ملکیت ہے!

### سعی آزادی اور دیگر اعمال کا موازنہ

حصول آزادی کے لیے جو کوششیں کی جائیں وہ ہر قسم کے تقوے، عبادت اور دوسرے اعمال صالحہ پر فائق ہیں جو آزادی کے بعد انجام پائیں "لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا" فتح سے پہلے جن لوگوں نے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جنہوں نے فتح کے بعد تقوے اختیار کیا اور جہاد کیا۔

### ملکی آزادی کے بغیر مذہبی آزادی دشوار ہے

مذہبی آزادی اور اعلائے کلمۃ اللہ تب ہی مکمل ہو سکتا ہے جب ملک آزاد ہو جائے۔ قرآن کریم نے ان دونوں چیزوں کو علت اور معلول کے طور پر بیان کیا ہے۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا" جب خدا کی جانب سے مدد، فتح آگئی اور تم نے لوگوں کو جوق درجوق اسلامی اطاعت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا!

### آزاد شدہ قوموں کی تاریخ

عام جماعت میں آزادی کی روح پھونکنے کے لیے ضروری ہے کہ انکے سامنے دوسری آزاد شدہ قوموں کی تاریخ بکثرت دوہرائی جائے۔ حضرت موسیٰ سے خطاب ہے "وذکرہم بایام اللہ ان فی ذالک لآیات لکل صبار شکور" بنی اسرائیل کو خداوندی انتقام کے افسانے سناؤ ان افسانوں میں مستقل اور کام کرنے والی قوموں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں!

### آزادی کے لیے دعا

دعائے مغفرت عبادت ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مظلوموں کی دعا کے بیچ خدا کے یہاں کوئی پردہ نہیں۔ آزادی کے لیے اپنی محکومی اور مظلومیت کے زمانہ میں دعائیں کی جاتی ہیں۔ انبیا علیہم السلام دعا فرمایا کرتے

"ونجنا من القوم الکافرین" اے خدا ہمیں کافروں سے نجات دے۔

## غلامی بدترین چیز ہے

شرک خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔ خدا اُسے غلاموں سے تشبیہ دیتا ہے۔ ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شیء۔ غلامی اس لیے بُری ہے کہ غلام کے تمام قویٰ حاکم کے زیر اثر آجاتے ہیں۔ یہ امر بھی صاف بتلایا گیا ہے کہ مغلوبیت منشاء خداوندی کے بالکل خلاف ہے۔ خدا تو کہتا ہے لیظھرہ علی الدین کلہ۔ تاکہ خدا اُسے تمام دینوں پر غالب کرے!

## آزادی کمزور ہاتھوں سے حاصل ہوتی ہے

جو قومیں کمزور سمجھی جاتی ہیں اور جو گروہ حقیر نظروں سے دیکھا جاتا ہے خدا اُن ہی کے ہاتھوں سے آزادی دلاتا اور ارباب قوت کا غرور طاقت توڑتا ہے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا۔ (یہ آیت پہلے ہو چکی ہے) اسکے آگے ارشاد ہے ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون۔ ہم چاہتے ہیں کہ انھیں کمزوروں کے ہاتھوں سے فرعون وہامان اور انکے اہل لشکر کو وہ باتیں دکھلادیں جنکا انھیں ہروقت کھٹکا رہتا ہے۔ (یعنی تباہی)

## آزادی کی یادگار

اسلام نے سال میں ایک بار قربانی کی رسم جاری کی۔ اور اسکے ساتھ عید اضحیٰ کی نماز واجب کی! یہ دونوں چیزیں آزادی کی یادگاریں ہیں۔ انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر۔ ہمنے تمہیں کوثر دیا۔ اب خدا کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ کوثر کے معنی اگرچہ مفسرین نے مختلف بیان کیے ہیں۔ لیکن اس سے فتح مکہ کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔ ابو سعود کوثر کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں والریاسۃ العامۃ المستتبعۃ لسعادۃ الدین والدنیا۔ کوثر سے مراد عام سرداری جو فلاح دارین کی کفیل ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ کوثر بیت اللہ کا قدیم نام ہے جس طرح یثرب مدینہ منورہ کا قدیم نام ہے!

---

ہم نے مختصر طور پر صرف آزادی کی قدر وقیمت کے متعلق قرآن کریم کے صاف اور صریح ارشادات جمع کر دیے ہیں۔ ممکن ہے کہ بہت سی آیتیں ہماری نظر سے رہ گئی ہوں۔ آزادی کے مراحل، شرائط، طریق کار یہ تمام باتیں قرآن مجید میں بہ تفصیل موجود ہیں اور کسی دوسرے موقع پر پیش کی جائیں گی۔ کاش مسلمان ان آیتوں کو پڑھیں اور ہندوستان کی آزادی کی کوشش اپنا ایک مذہبی فرض کے طور پر انجام دیں!

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد!

---

## اُستادان تہذیب کی تہذیب!

جاہل اور نیم وحشی اہل ہند کی زبان سے کونسل وغیرہ سرکاری و نیم سرکاری مجلسوں میں اگر کوئی ایک لفظ بھی دوران بحث میں متانت سے گرا ہوا نکل جاتا ہے، تو فوراً اُنکی جہالت و بدتہذیبی پر ملامت کی جاتی ہے، اور قسمت کے مالکوں کی جانب سے فخر و غرور کے لہجہ میں ہدایت کی جاتی ہے، کہ اگر سوراج کا دعوے کرتے ہو، تو پہلے ہماری آئینی مجلس کے آداب سیکھو، ہمارے ہاں کے آداب محفل سے آگاہ ہو! اور ہماری پارلیمنٹ کے ممبروں کا لب ولہجہ دیکھو، جو تہذیب و متانت کا سررشتہ کسی وقت بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے! اس دعوے کی جو عملی شہادتیں پارلیمنٹ میں کثرت کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں، اُن سب کا ذکر کرنا یہاں مقصود نہیں۔ صرف ایک واقعہ کا تذکرہ کر دینا ہے۔ وسط اپریل میں پارلیمنٹ کے سامنے گورنمنٹ کی طرف سے ایک مسودہ قانون ("اکانومی بل") پیش تھا۔ لیبر پارٹی کے ارکان نیز بعض دوسرے ارکان کی طرف سے پُرزور مخالفت ہوئی۔ مسودہ اگرچہ کثرت رائے یعنی ۱۴۸ رایوں کی مخالفت، اور ۳۲۰ رایوں کی موافقت سے پاس ہو گیا، لیکن دوران مباحثہ میں سرکاری ممبر یعنی وزیر سلطنت مسٹر چرچل اور انکی جماعت کی خاطرداری مخالفین نے جن الفاظ سے کی، انکی تفصیل حسب ذیل ہے،

۲۲ بار انھیں "ڈاکو" اور انکی کوشش کو "قزاقی" سے تعبیر کیا گیا!
۲۰ مرتبہ انھیں "بدعہدی" کا مجرم بتایا گیا!
۱۵ بار "کمینہ" کا لفظ استعمال ہوا!
۱۱ مرتبہ وزارت کی کوشش کو "تاخت" سے موسوم کیا گیا!

اور خود جناب مسٹر چرچل بالقابہ المعظمہ کی شان مبارک میں "ڈاکو" "قزاق" "راہزن" "بدمعاش" اور "جیالیے" جیسے القاب گرامی پیش کیے گئے!

(ویسٹ منسٹر گزٹ ۲۳ اپریل سنہ ۲۵ء)

غریب ہندوستان کو ابھی تو اپنے اُستادوں سے تہذیب کے بہت سے سبق لینے باقی ہیں، جب کہیں جا کر وہ اس کمال تہذیب کے نمونے پیش کر سکتا ہے!

"م"

---

## الخلافت

۵- فروری کے پرچہ میں مولوی برکت اللہ صاحب بھوپالی کا ایک خط شایع ہوا تھا، جس میں آنحضوں نے اطلاع دی تھی کہ وہ اپنی انگریزی تصنیف "الخلافت" جس پر گزشتہ سال سچ میں تبصرہ کیا گیا تھا، فروخت کی غرض سے دفتر سچ کے لیے روانہ فرما رہے ہیں۔ اب یہ کتاب آگئی ہے۔ جو انگریزی داں ناظرین سچ مسئلہ خلافت کے مستقبل سے دلچسپی رکھتے ہوں ایک نسخہ طلب فرمالیں۔ قیمت عہ

## سچ کی پہلی جلد

سنہ ۱۹۲۵ء کی چند مکمل جلدیں دفتر میں رکھ لی گئی ہیں۔ اب سرورق طبع کرا کے اُن کی جلد بندی کرا لی گئی ہے۔ جو اصحاب چاہیں منگالیں۔ قیمت سے

مہتمم سچ۔ لکھنؤ

# جدید تمدن کا ماتم

(۴)

(از مولانا مناظر احسن صاحب)

کیسی اچھی زندگی تھی، اچھا مشغلہ اور خصوصاً دور تمدن میں یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد تلاوت و وظائف سے فارغ ہو کر ایک محدث اٹھتا ہے، اپنے کھیت پر جاتا ہے۔ خود کچھ کام کرتا ہے، اپنے مزدوروں سے کراتا ہے اور گیارہ بجے واپس آتا ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، اپنے اہل و عیال میں رہتا ہے، سوتا ہے، نماز پڑھتا ہے۔ ظہر کے بعد بخاری کھلتی ہے، طلبا درس دیتا ہے۔ مدارسہ و صدرہ کے مقامات حل کرتا ہے۔ نور الانوار، توضیح و تلویح کی شرح کرتا ہے، مثنوی رومی، فتوحات مکیہ سے دلوں کو گرماتا ہے اور انھیں دلچسپ مصروفیتوں میں صبح و شام کرتا ہوا اپنے مالک تک پہونچ جاتا ہے۔ عار ہے، کاشتکاری عار ہے، باغبانی سے شرم آتی ہے۔ حالانکہ جن کے فرمان پر عمل کرنا ہماری سب سے بڑی عزت ہے وہ فرماتے ہیں:

من نصب شجرۃ و صبر علی حفظہا والقیام علیہا حتی تثمر کان لہ فی کل شیء یصاب من ثمرہا صدقۃ عند اللہ (رواہ احمد فی مسندہ والبغوی)

جس نے کوئی درخت لگایا اور اسکی نگرانی و خدمت پر ڈٹا رہا یہاں تک کہ اس میں پھل آ جائیں، بس جو چیز بھی اسکے پھل سے نفع اٹھائیگی اسکا ثواب خدا کے ہاں لگانے والے کو ہوگا۔

لوگ کہتے ہیں کہ کاشتکاری میں قحط کا خطرہ ہے، چرائی اور چوری کا ڈر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ خطرہ کس چیز میں نہیں ہے بلکہ ہر چیز میں ہے اور نہیں ہے تو اسی میں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے:

من اشتری قریۃ یعمرہا کان حقا علی اللہ عونہ (ابن جریر)

جس نے کوئی گاؤں آباد کرنے کے لیے خرید کیا ہو تو خدا پر یہ حق ہو گیا کہ اسکی امداد کرے۔

اور فرض کرو کہ تمہارے کھیتوں کو جانور چر بھی گئے یا تمہارے باغ کے پھلوں کو پرندوں یا چیکادڑوں نے تباہ بھی کر دیا تو تم کہاں تباہ ہوئے۔ حدیث میں آیا ہے

ما من مسلم یزرع زرعا او یغرس غرسا فیاکل منہ طیر او انسان او بہیمۃ الا کان لہ بہ صدقۃ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی)

جب کسی مسلمان نے کھیتی کی یا درخت لگائے اور اس سے پرندے یا انسان یا درندے یا جانوروں نے کچھ کھا لیا تو یہ اسکی طرف سے صدقہ ہوگا (یعنی صدقہ کا ثواب ہوگا)

ہنگامہ کیا گیا تھا کہ جدید تعلیم کے بغیر مسلمان کے کندھے غیر اقوام کے کندھوں کے برابر نہ ہو سکیں گے۔ تعلیم دی گئی۔ مسلمانوں نے ہزاروں لاکھوں، بلکہ کروڑوں روپے دیے، اپنے جگر پارے دیے، سب کچھ دیا۔ دور قرنے ان اسلامی جواہر پاروں کو رنگا، چپا، اور جو جی میں آیا بنا دیا۔ لیکن مارواڑی اونٹ، یہودی ہاتھی، افرنگی اژدہوں کے سامنے پھر بھی وہی بھیڑ بکری کا حکم باقی ہے، اور رہے گا۔ اب شور ہے، صنعت و حرفت کا شور ہے، ہونا چاہیے۔ لیکن میں نے پانی کو بھاپ بنا دیا وہ تو صانع ہے، پر میں نے کسی کلمہ کو آم جیسے بلند و بالا درخت کی شکل میں بدلا وہ صانع نہ تھا؟ لوہے کے پرزے بنانے والے ہنرمند ہیں کہ ایک گٹھلی کو گلا کر انھوں نے چھوٹی چھوٹی کیلوں میں اسے بدل دیا لیکن جس نے ایک سیر گیہوں کو ایک من کے قالب میں ڈھالا اسکا شمار ہنرمندوں کی صف میں نہیں ہے؟

میں یہ نہیں کہتا کہ ہنر نہ سیکھو۔ سیکھو! اگر تمہیں سیکھنے کی اجازت دیجائے اور ڈھاکہ کے نوزائیدوں کی طرح تمہارے انگوٹھے نہ تراشے جائیں۔ مزدوروں کو نہ بھگایا جائے۔ غیر ممالک کے مقابلہ میں تمہاری ٹانگ ٹھہر بھی سکے۔ درآمد و برآمد کے محصولوں میں شاطرانہ تفاوت نہ پیدا کیا جائے۔

مگر یہ کیا ہے کہ صنعت کو صرف سطحی اور نقش کی چیزوں کے بنانے تک محدود کرتے ہو؟ یہی صنعت ہے کہ ٹوپی بنائی جائے، پھندے بنائے جائیں، اگالدان اور لوہے کے قفل بنائے جائیں، آدمی تو بیچارہ سردی کھینچ، مرہم مشاطہ دو دو تین بنائی جائیں، ایک پیالہ، دس پیسے چاقو ایجاد کیے جائیں، کپڑوں پر دنیا کے تمام پھولوں، گھاسوں، بوٹیوں کا نقشہ نکالا جائے، کہ گو انسان کی صحت، بقاء، کمال ان پر موقوف نہ ہو، اسکے جسم و دماغ کو اور دیگر قوتوں کو ان سے کوئی ادنیٰ نفع نہ پہونچتا ہو، تاہم اس میں کیا مضائقہ ہے کہ اگر کچھ لوگ احمق بنتے ہوں تو ان کو احمق بناؤ، اور دنیا تو انھیں پر قائم ہے۔ مگر یہ کیا غضب ہے کہ جس پر ہماری غذا، ہمارا لباس، ہماری دوائیں، ہمارے فواکہ، ہماری مقوی و دماغ میوہ جات، گھی، دودھ، گوشت، انڈے، مرغی موقوف ہیں اس صنعت سے اتنی لاپرواہی برتی جائے اور دیہاتوں کو چھوڑ کر شہروں کو آباد کیا جائے! جو قرآن پڑھتا ہے اس پر غور کرے یا نہ کرے، لیکن غیر شعوری طور پر اسکی فطرت زراعت کے فوائد کو چوستی ہے۔ پانی کا برسنا، کھیتوں کا لہلہانا، غلوں کا اُگنا، پھلوں کا پھلنا، اور انکے مختلف انواع و اقسام کے لذائذ و منافع سے متنبہ کرنا تقریباً قرآن مجید کے امور عامہ میں سے ہے۔ پھر حیران ہوں کہ جو قوم قرآن پڑھتی ہے اور روز پڑھتی ہے کیا ہو گیا ہے کہ اب اس سے متاثر نہیں ہوتی؟ حالانکہ ہم سے پیشتر جو نسلیں گذریں اور ایشیا و یورپ جہاں کہیں بھی گئیں زراعت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ہندوستان میں آج جتنے سپوت نظر آتے ہیں، کون نہیں جانتا کہ ان میں سے اکثر قرآن پڑھتے

---

لہ ہوتا مثلاً یہ ہے کہ نباتات کی روئیدگی کو لوگ قدرت کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ بیج کو خاص ترکیب کے ساتھ زمین میں بونا، وقت پر پانی دینا، گھاس نکالنا، یہ ساری تدبیریں انسان کرتا ہو۔ دیکھنے میں بھی یہ صنعتی نہیں بلکہ قدرتی ہیں، تو ریل گاڑی، ہوائی جہاز کا اڑنا کیوں قدرتی نہیں؟ ان چیزوں کے سارے اجزا لوہا، لکڑی، کوئلہ، پانی کا جو کچھ ہے سب قدرتی ہیں۔ پانی کا آگ کی حرارت سے بھاپ بن جانا، یہ خود قدرت کا قانون ہے انسان اس میں بھی وہی تدبیر و ترکیب کرتا ہے جو کاشتکاری میں کرتے پڑتے ہیں۔ پس اصل یہ ہے کہ یہ ہو یا وہ، درحقیقت جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے جس کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔ رہی مجازی نسبت تو سب میں کر سکتے ہو۔

دانی قوم کی جد و جہد کے نتائج ہیں۔ وہی غیر مالک لکھتا ہے کہ جہاں وہ نئے پیدا ہو سا، اور آج اس قوت ختم ہو چکا ہے کہ جس شخص کے پاس دو بیگھہ میں زمین کا باغ ہے اسکی پیداوار اتنی ہو رہی ہے کہ اس دور میں سے کم نہیں ہے وہ ہر مہینے میں صرف پچیس روپیہ پاتا ہے اور متمول کی بیگمیں کماتا ہے یا چند روپئے والوں کے دل کا بوجھ ہے۔

اندلس میں جب مسلمان رہتے تھے قرآن پڑھتے تھے اور اسکے ساتھ ساتھ انھوں نے کاشتکاری اور باغبانی کو اس بلندی تک پہونچا دیا تھا کہ آج یورپ و امریکہ میں جو کچھ ہے اسی کا نقش ثانی ہے۔ آج اسی تقسیم کا نتیجہ ہے کہ صرف ایک بیگھہ میں بہترین مٹر کی پیداوار ہوتی ہے۔ صرف کیلا بونے والے ہر سال ایک بیگھے سے ڈھائی سو روپیہ نکالتے ہیں۔ اور ترکاریوں کا تو یہ حال ہے کہ اسی ایک بیگھہ سے خدا جانے کتنے آدمی دو دو ہزار روپیہ سال پیدا کر لیتے ہیں۔ یعنی کسی افسر کی جبین پیشانی کے مراقبے کے بغیر اتنا ایک بیگھے سے اتنا لیتا ہے جتنا کہ ... بڑا ملک اپنے اس معزز عہدہ دار کو دیتے ہیں جو خوش قسمتی سے ہزاروں کی بھیڑ کو چیر کر ہوا آئی سی ایس ہونے سے سرفراز ہوا ہے۔ یہ کوئی نکتہ نہیں بلکہ دیکھو کہ کے تجارت پیشہ مہاجرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ ترک کر دیے گھر بار وطن و قوم کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، لیکن انکو دیکھو جنھوں نے حضور کو اپنے گھر بلایا، اسلام کی نصرت کی، اللہ کے بندوں کو پناہ دی۔ امن امان، آزادی، اس مستقل فراخی سے کیا۔ انکی صنعت دستکاری کو دخل نہ تھا جو انصار کا آبائی پیشہ تھا۔ کون نہیں جانتا کہ وہ کاشتکار تھے اور اس لیے سادہ تھے، بےغرض تھے، اسلام پر مٹنے والے تھے۔ پڑے۔ مکانوں کی آمد شروع ہوئی تو آج کے ... کھول دیے۔ یہ کاشتکار ہی کر سکتا ہے۔ کہ وہ ... بر تھے، انکو اپنی دولت پر ناز تھا۔ شہرت نے ان میں اسوقت کبر پیدا کر دیا تھا۔ اس لیے اسلام کے سامنے سر جھکانے کے لیے آمادہ نہ ہوتے تھے۔ الا الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ۔ اور سچ یہ ہے کہ مہاجرین کی بڑی فضیلت یہی ہے کہ ایسی جماعت میں رہکر انھوں نے اسلام کے آگے گردن جھکائی اور مال، جان، گھر بار سب اس پر قربان کر دیا۔

بہرحال ان لوگوں کے لیے جو کاشتکاری کو ننگ سمجھتے ہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ خلیفۂ اول کی صاحبزادی خود بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترمہ حضرت صدیقہ کی ہمشیرہ یعنی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکا خطاب بارگاہ نبوت سے ذوالنطاقین تھا، وہ کھلیان سے کھجوریں اپنے سر مبارک پر ڈھو کر گھر لاتی تھیں۔ کیا ان سے بھی زیادہ کسی کو عزت کا دعویٰ ہے؟

(۷) آخر میں اس امریکی علیم نے اس مصیبت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جسکی توقع امریکہ کے کسی خواندہ انسان سے خصوصاً بھی نہ تھی تاہم چونکہ اس نے بیان کیا ہے، اسلیے مجھے بھی لکھنا پڑا۔ لکھتا ہے:-

سلہ مسلمانان اندلس نے کاشت پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ایک مبسوط کتاب کا ترجمہ جناب برادر عزیز مولوی سید ہاشم ندوی سلمہ اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں۔ یہ ترجمہ دار المصنفین اعظم گڑھ میں چھپ رہا ہے۔

تجربہ میں ایک بلا جو گھس پڑی ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں بے دینی لامذہبی پھیلتی جاتی ہے۔ حالانکہ اجتماعی نظام کو قائم رکھنے کے لیے مذہب سے زیادہ مفید اور کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ افسوس کہ فلسفہ کے دور از کار خیالات نے ہمارے دلوں سے مذہب کی وقعت نکال دی۔ اور روم بھی جب مٹ رہے تھے تو اسوقت ان میں عام طور سے لامذہبیت پیدا ہو گئی تھی اور فلسفہ کا رنگ غالب تھا۔

مذہبی مقاصد و اغراض میں مشغول و منہمک ہونے کے لیے اجتماعی امن و امانیت کی ضرورت ہے یا اجتماعی امن و امانیت کو حاصل کرنے کے لیے مذہب کو بطور "غالب کے اچھے خیال" کے استعمال کرنا چاہیے۔ یورپ ابھی اسکے سمجھنے سے بہت دور ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ انسان خدا کے لیے ہے یا خدا کا خیال اور فقط خیال انسان کے لیے ہے۔ تاہم کسی حیثیت سے ہو اس ملحد اور ناشر و متکبر ملک کا ماتھا تو ٹھنکا ہے۔ اور یہ بھی غنیمت ہے۔

لیکن میں تو اس "خیر امۃ" کی طرف دیکھ رہا ہوں، جو "للناس" کے لیے نکالی گئی ہے اور جسکا فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرار دیا گیا ہے۔ زمین تیار ہو چکی ہے، پھر کسانوں کو کیا ہو گیا کہ اپنے ہل بیل لیکر کھیت کی طرف نہیں دوڑتے۔ انسان صرف تجربہ کے آگے جھکتا ہے۔ سحر بابلی اور جادو نگاری دل پر اثر کرتی ہے، لیکن دل میں نہیں اترتی۔ اچھے نمونے تمہارے دوسرے اچھے بنیں گے۔ تو غالب کہ روپیہ نہیں ہے انگریزی زبان نہیں جانتے۔ لیکن یہ سب صرف تالیف کی حد تک ہے دلوں کی "تالیف" بھی ایک مرحلہ ہے اور اسلیے انگریزی بھی پڑھنا چاہیے سنسکرت بھی سیکھنا چاہیے روپئے بھی جمع کرنا چاہییں۔ ہر دنی طاقت کے ساتھ ایسا کرنا چاہیے۔ لیکن اسکی تسخیر کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا تجربہ دکھایا، پھر صدیق کے پاس جو کچھ تھا دے ڈالا۔ لارڈ لاتھین نے مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہ کے لیے اردو میں گفتگو کی، انکے مولانا کو اس سے بات کرنے کے لیے انگریزی میں بولنا پڑا۔ جسکے پاس خود کچھ نہیں ہے وہ دوسروں کو کیا دیگا۔ اللہ کی طرف وہی بلا سکتا ہے جو پہلے خود خدا کے پاس ہو۔ دلائل بھی ہیں اور حجتیں بھی۔ لیکن میری آنکھیں تو اسکو ڈھونڈھتی ہیں جسکی تقریر یا تحریر ہی نہیں بلکہ خود حجت ہو۔ خود دلیل ہو اور وہ اسے تیار ہو!! کہ ایسی دوکانیں بہم چکی ہیں۔ گذرنیوالے گذر گئے۔ "محبت" کا حربہ "مدیحت" کی لاٹھی چلائی گئی تھی، لیکن کیا معلوم تھا کہ "طفیلی" کے ساتھ "اصلی" بھی اور بانس کے ساتھ درخت بھی کٹ جائیں گے۔ مذہب قانون نہیں ہے، زندہ پیغام ہے، زندگی کا پیغام ہے۔ اور جو زندہ ہو جاتا ہے اسکی زندگی خود آئین بنجاتی ہے۔ وہ قانون سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ قانون اس سے پیدا ہوتا ہے اور وہی قانون بنجاتا ہے۔ نقل بن مذکر

(ترجمہ) اس مضمون میں جن مغربی اہل قلم کے اقوال نقل کیے گئے ہیں سب الہلال دہلی سے ماخوذ ہیں۔ ترجمہ سے زیادہ حاصل مطلب کا خیال کیا گیا ہے اور بعض مقامات کچھ مفصل بھی کر دیے گئے ہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یہدی السبیل (ابوالقاسم)

سلہ حضرت شاہ ولی اللہ کی زبان میں ... ملاحیت است بجوہر خشیۃ اللہ ... کہ "خوف الناس" ہے جسکے دوسرے معنی بھی ہیں کہ نبوت ہے اور اسلیے اب نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اجتماعی طور پر اس فرض کو امت اسلامیہ

# مسلمانوں کے پڑھنے کی کتابیں

اردو میں!! ـ اردو میں!!

| سیرۃ | تاریخ | تصوف |
|---|---|---|

## تصوف

**یادگار دستگیر** ـ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ طالبین کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔

**الفیض الربانی** او فیض الرحمانی ـ حضرت غوث پاک کے مواعظ کا ترجمہ جن کو سنکر لاکھوں مسلمان ہوگئے ـ قیمت

**مرصاد العباد** ـ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ نے تصوف میں سلوک و طریقت کے بیان میں لکھی ـ قیمت

**سیر الاولیا** ـ یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین چشتی قدس سرہ العزیز ـ قیمت

**اکسیر ہدایت** ـ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بتاتی ہے ـ قیمت

**عزیز القلوب** ـ امام غزالی کی وہ کتاب ہے جس میں عبادات و اخلاق کے تمام شعبوں کا بیان اور ہر ایک کتاب بہشت در بہشت ہے ـ

**بہشت بہشت** ـ یعنی خواجگان چشت کے ملفوظات جن کے مطالعہ سے نور ایمان حاصل ہوگا ـ قیمت

**کشف المحجوب** ـ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور کتاب ہے ـ قیمت

**مکتوبات مجدد الف ثانی** ـ اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیم چاہتے ہو تو ان خطوط کا مطالعہ کرو ـ قیمت

**مقاصد السالکین** ـ تصوف کی تعلیم کا اصلی مدعا اور فلاح دارین حاصل کرنے کے عملی طریقے ـ قیمت

**تصوف اسلام** (از مولوی عبدالماجد بی اے) جس میں اکابر اولیا کی تعلیمات پر تبصرہ کر کے اسلامی تصوف کا نقشہ کھینچا ہے ـ قیمت

**نفحات الانس** ـ مولانا جامی کا مشہور تذکرہ اولیا جس سے زیادہ کوئی مستند تذکرہ نہیں ہے ـ قیمت

**تذکرۃ الاولیا** ـ شیخ فرید الدین عطار کا مشہور تذکرہ جس کے مطالعہ سے ہزاروں صاحبدل بنگئے ـ قیمت

**حالات مشائخ نقشبندیہ** ـ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر اولیا کے حالات و مقامات ـ قیمت

**تذکرہ اولیائے ہند** ـ اس میں تمام سلسلوں کے ہندوستانی اولیا کرام کے حالات مقامات و مزارات ہیں ـ قیمت

**روضۃ القیومیہ** (دو جلد) مجدد الف ثانی حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد نقشبند ثانی اور مجدد شیر الملک زبیر وغیرہ کے حالات ـ

**کتاب الشفا** ـ قاضی عیاض کی مشہور کتاب جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کس طرح ادا کرنا چاہئیں ـ قیمت

## تاریخ

**تاریخ ابن خلدون** ـ علامہ ابن خلدون مغربی کی بے نظیر تاریخ کا ترجمہ ۱۱ جلدوں میں ـ قیمت

**مقدمہ تاریخ ابن خلدون** ۲ جلد ـ ہر ایک جلد ـ

**تاریخ اسلام** ـ سید امیر علی صاحب نے سارے عہد اسلامی کی تاریخ کا خاکہ پیش کیا ہے ـ قیمت

**تاریخ الحرمین** ـ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے حالات و خانہ کعبہ مسجد نبوی کی قربانی اور اس کی تاریخ ـ قیمت

**تاریخ عرب** ـ ملک عرب کی جغرافیہ تاریخ، عربی قوم کا قدیم دور، انکے عظیم الشان فتوحات، ترقیات و اختراعات ـ قیمت

**حالات عراق عرب عمان** وہ ممالک جو اسلام کا اصلی گہوارہ ہیں اور جہاں تمام خلافت متبرکہ ہیں ـ قیمت

**تاریخ ایران** ـ ساسانیوں اور زرتشتیوں کے قدیم ملک کی تاریخ جو صدیوں سے مسلمانوں کے زیر نگیں ہے ـ قیمت

**تاریخ مصر** ـ مصر اب بھی ایک اسلامی حکومت ہے جہاں کبھی یہاں دارالخلافت تھا ـ قیمت

**تاریخ مغرب** ـ شمالی افریقہ میں اسلامی حکومت کی تاریخ کا ترجمہ ایک قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے ـ قیمت

**تاریخ مراکش و مغرب الاقصیٰ** ـ شمالی افریقہ کی وہ اسلامی حکومتیں جہاں اس وقت امیر عبدالکریم بر سر جنگ ہیں ـ قیمت

**مسلمانان اندلس** ـ اسپین کے مسلمانوں نے دنیا کے تمدن میں کیا اضافہ کیا؟ یہ اسکی اعلیٰ تاریخ ہے ـ قیمت

**خلافت موحدین** ـ شمالی افریقہ کی مشہور اسلامی حکومت کے تاریخی حالات ـ قیمت

**تاریخ ہندوستان** (۱۰ جلد) عہد اسلامی کی مفصل تاریخ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ مرحوم ـ قیمت

**نیرنگ افغان** ـ ہندوستان کی پٹھان اسلامی سلطنت کی قومی و ملکی تاریخ ـ قیمت

**حکومت اورنگ زیب** ـ عالمگیر کے عہد کی اصلی تاریخ ـ [illegible]

**نواب مرزا داغ** ـ جنت نشین عبد آباد دکن ـ قیمت

**اخبار الاندلس** ـ اسپین کی ہشت صد سالہ اسلامی حکومت کی مفصل تاریخ ضخیم جلدوں میں ـ قیمت

**موحدین** ـ اسپین کے مسلمانوں کے عروج کی مستند تاریخ ـ

ملنے کا پتہ

## الناظر بک ایجنسی ـ لکھنؤ

## سیرۃ

**سیرۃ ابن ہشام** ـ سیرۃ رسول پر قدیم تصانیف میں سب سے مستند کتاب ہے ـ قیمت

**اسوۂ حسنہ** ـ سیرۃ رسول میں علامہ ابن القیم کی کتاب بہترین کہی جا سکتی ہے ـ قیمت

**نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب** ـ مولانا اشرف علی تھانوی کی تالیف دربارۂ سیرۃ رسول ـ قیمت

**اسلام** ـ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مترجم قرآن شریف کی لاجواب سیرۃ رسول جو بہت مقبول ہوئی ـ قیمت

**سیرۃ النبی** ـ مولانا شبلی کی مشہور تالیف قیمت جلد اول ـ جلد دوم ـ جلد سوم ـ

**رحمۃ للعالمین** (دو جلد) قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری کی یہ سیرت النبی بہت پسندیدہ و قابل دید ہے ـ

**اسوۂ صحابہ** (دو جلد) صحابہ کرام کے عقائد و عبادات و اخلاق و معاشرت اور علمی و عملی کارناموں کا قابل دید مرقع ـ

**سیر الصحابیات** ـ ازواج مطہرات و بنات طاہرات و اکابر صحابیات کے سوانح اور مذہبی و اخلاقی و علمی کارنامے ـ

| | | |
|---|---|---|
| سیرۃ خیر البشر | سیرۃ عثمان | امام مالک |
| سیرۃ امری | ذی النورین | جنید بغدادی |
| سیرۃ مصطفےٰ | ابو الحسنین | ذکر غوث پاک |
| سیرۃ الرسول | سیرۃ المجیب | خواجہ معین الدین چشتی |
| تذکرۃ المصطفےٰ | سیرۃ عائشہ | الغزالی |
| تذکرۃ الحبیب | سیرۃ صدیقہ | سوانح مولانا روم |
| حضرت محمد صلعم | ازواج النبی | العارفین |
| رسول عربی | امت کی مائیں | العارفون |
| سیرۃ الانبیا | الزہراء | [illegible] |
| خاتم النبیین | خاتون جنت | البرامکہ |
| پیغمبر اعظم | بنات الرسول | سیرۃ عباس |
| ذکر مبارک | سیرۃ الحسین | حضرت [illegible] |
| تذکرۃ الانبیا | ابو ایوب انصاری | البیرونی |
| ازواج الانبیا | سیرۃ بلال | سوانح احمدی |
| سیرۃ الصدیق | سیف اللہ | امام مسلم |
| صدیق اکبر | خالد بن ولید | ابن رشد |
| تاج المتقین | سیرۃ عمر بن عبدالعزیز | حیات سعدی |
| الفاروق | سیرۃ النعمان | شمس تبریز |
| سیرۃ الفاروق | سیرۃ الشافعی | |

(ایڈیٹر ـ عبدالماجد اسحاق علی علوی پرنٹر پبلشر نے الناظر پریس واقع ۵۳ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھاپ کر شائع کیا)